میں پیشاب نکل جانا، بچہ کو نیند میں مشکل ہونا، بچہ کے اوپر depression (تناؤ) کی condition (حالت) ہونا، سر درد ہونا، یہ تمام Symptom مار کیوجہ سے بچہ کے اندر آجاتے ہیں، نبی ﷺ نے پیار سے بچہ کو پرورش کرنے کی تعلیم دی۔

آج کا topic (عنوان) ہے ''بچہ کی تعلیم وتربیت'' یہ سلسلہ پڑھنے کا بچپن سے شروع ہوتا ہے اور موت تک جاری رہتا ہے، قربان جائیں محبوب خدا ﷺ کی تعلیمات پر، کہ چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے بتلا دیا (**اطلبو العلم من المهد الى اللحد**) علم حاصل کرو پنگوڑے سے لیکر قبر میں جانے تک، چنانچہ تعلیم پانا بچہ کا بنیادی حق ہے، 1959 میں U.N.O میں ایک resolution (قرارداد) پاس کیا گیا، جس میں یہ کہا گیا کہ ابتدائی تعلیم کا ملنا ہر بچّہ کا basic right (بنیادی حق) ہے اور غور کیجئے کہ نبی ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بتلا دیا کہ ''**طلب العلم فريضة على كلّ مسلمٍ و مسلمة**''، تعلیم کا مقصد کیا ہے؟ تعلیم کا مقصد ہے بچّہ کے دل میں علم کی محبّت ڈالدینا علم کی جستجو، thirst of knowledge اسکے اندر ڈال دینا، جس بچّہ کے دل میں thirst of knowledge (علم کی پیاس) پڑ گئی، گویا اسکو تعلیم بنیادی مل گئی، والدین کا کردار اتنا ہے کہ وہ بچّہ کے اندر علم کی پیاس پیدا کردیں، بچّہ کیلئے تعلیم کو محبوب بنائیں، ماں باپ بچّہ کیساتھ جو وقت گذارتے ہیں، وہ بھی informal education (غیر رسمی تعلیم) کا وقت ہوتا ہے۔ ماں بچّہ کو جو گھر میں پڑھاتی ہے وہ بھی informal education (غیر رسمی تعلیم) کا حصّہ ہوتا ہے اس تعلیم میں استاذ کا کردار کیا ہے؟ استاذ ایک معاون ہے motivator (ترغیب دینے والا) ہوتا ہے، تاکہ بچّہ شوق کیساتھ علم کو حاصل کرسکے، اسمیں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ انسان کی جو ذہنی نشونما ہے وہ بہت اہم ہے، اسکو سمجھنے کی ضرورت ہے، آپکے سوچنے کیلئے ایک بات کہ اللہ رب العزت کے یہاں چار کا عدد، اور سات کا عدد یہ بہت significant (اہم) ہے۔ دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے زمین کو بنایا دو دن میں، مگر ۔۔۔ **وبارک فیها فی اربعة ايّام**۔ زمین کے اندر جتنے resources (وسائل) پیدا کئے اسمیں چار دن لگے، پھر چار اولوالعزم انبیاء، چار آسمانی کتابیں، چار فرشتے نمایاں، پھر نبی ﷺ کے چار خلفاء، جن کو خلفاء راشدین کہتے ہیں، اس امّت کو اللہ تعالی نے چار فقہیں عطا فرمائی، اس امّت کو اللہ تعالی نے چار تصوّف کے سلسلے عطا فرمائے، چار مہینہ بعد ماں کے پیٹ میں بچّہ میں روح ڈالی جاتی ہے، قیامت کے دن چار سوال ہونگے، جسکا جواب دئے بغیر کسی کے پاؤں ہل

نہیں سکتے، پھر نبوت کا اظہار بھی چالیس سال بعد، چار کی multiplication (یہ بھی ۴،۴ ہی کے عدد کا مجموعہ ہے)،موسیٰ طور پر گئے تو چالیس روزے، صوفیاء کے یہاں بھی چلّہ روحانی صحت ٹھیک کرنے کیلئے، تبلیغی جماعت میں بھی چلّہ لگواتے ہیں کہ انسان میں دین آجائے، تو چار کا عدد ایک s i g n i f i c a n c e (اہمیت) رکھتا ہے، اسی طرح سات کا عدد بھی ایک significance (اہمیت) رکھتا ہے، سات آسمان، سات زمینیں، جہنّم کے سات دروازے، جنّت کے سات درجے، اگر چاند کا rythm دیکھیں تو، چودہ دن، ہر چودہ دن کے بعد چودھویں کا چاند بنتا ہے تو یہ lunar rythm کہلاتا ہے، یوسفؑ کے قصّہ میں سات سال قحط کے اور سات سال پھر اچّھے، پہلے سات سال اچّھے فصل کے، بعد میں سات سال قحط کے آئے، انسانی جسم کے اندر بھی یہ seven کا cycle (سات عدد کا دورانیہ) ہے، وہ کیسے؟ کہ پیدا ہونے سے لیکر سات سال تک بچّہ کی جو memory ہے وہ establish ہونے کا time ہے، پھر سات سے لیکر چودہ سال تک یہ جوانی کی طرف بڑھنے کا period ہے، سات سال سے لیکر اکّیس سال تک بھرپور جوانی کا وقت ہے، پھر اگلے سات سال میں اٹھائیس سال کے بعد انسانی جسم میں ہڈیوں کی growth (نشونما) رک جاتی ہے، پھر یہ سات کا cycle چلتا رہتا ہے، حتّٰی کہ جب seven مرتبہ یہ cycle (دورانیہ) زندگی میں پورا ہوتا ہے تو عورت کے جسم میں جو reproduction (تولید) کی صلاحیت ہے وہ ختم ہو جاتی ہے، اسکو menopause period (انقطاع حیض) کہتے ہیں۔ سائنس دانوں نے دریافت کیا کہ ہر سات سال میں انسان کے جسم میں، cancer (کینسر) ہونے کے chances (احتمالات) بڑھتے جاتے ہیں یعنی پہلے سات سال میں ایک ہے اگلے سات سال میں Double (دوگنا) ہو جائینگے، اگلے سات سال میں اس سے ڈبل ہو جائیں گے تو یہ chances (احتمالات) بڑھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب نو مرتبہ سات کا cycle (دورانیہ) زندگی میں پورا ہوتا ہے تو یہ memory loss ہونے کا وقت ہے، تریسٹھ سال اور آپ حیران ہوں گے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالی نے تریسٹھ سال کی عمر میں اپنے پاس بلا لیا تا کہ بعد میں آنے والا کوئی یہ اعتراض نہ کر سکے کہ وہ عمر کے ایسے حصے میں پہنچ گئے تھے جب انسان بھول کا مریض بن جاتا ہے لہٰذا ان کی باتوں میں کوئی کمزوری ہے عیب کی عمر آنے سے پہلے اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا پھر ایک اور cycle (دورانیہ) سات کا ہو جائے تو جو 70 کی عمر ہے یہ انسان کی

average (اوسط) عمر ہے اس امت کی نبی علیہ السلام نے فرمایا: میری امت کی عمریں بین سبعین و ستین ، ساٹھ، ستر کے درمیان تو یہ سات کا cycle (دورانیہ) انسان کی زندگی میں بہت اہم ہے۔ خاص طور پر جو پہلے سات سال ہیں وہ بڑے اہم ہیں۔ عورتیں اس چیز کو بہت توجہ سے سنیں! کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے دماغ کی جسمانی نشونما تو ہوتی ہے مگر maturity (پختگی) نہیں ہوتی وہ سات سال میں جا کر آتی ہے اب بچپن سے لے کر birth (پیدائش) سے لے کے دو سال تک جو وقت ہے اس میں انسان کے ذہن میں صرف permanent memory (مستقل یادداشت) کام کر رہی ہوتی ہے تو بچہ جو دیکھتا ہے، جو سنتا ہے، اس کی permanent memory (مستقل حافظہ) کا حصہ بن جاتا ہے اس کو آپ کمپیوٹر کی مثال سے سمجھیں! کمپیوٹر میں memory دو طرح کی ہوتی ہے ایک کو ram کہتے ہیں random acess، ایک کو rom کہتے ہیں read only memory وہ جو rom ہوتی ہے وہ permanent ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کا دماغ ابتدا میں بچپن میں صرف اس کے اندر rom ہوتی ہے جو information (معلومات) آ رہی ہے permanent memory (مستقل یادداشت) کا حصہ بن رہی ہے وہ information بچے کے ذہن میں ساری عمر رہتی ہے اسی کو کہتے ہیں کہ بچپن کی باتیں انسان کو پچپن میں بھی نہیں بھولتیں کہ وہ permanent memory (مستقل یادداشت) میں چلی جاتی ہے پھر جب بچہ grow کرتا ہے تو اس کے اندر ram کی میموری built.up (تخلیق) ہو جاتی ہے اور بچہ کے اندر اتنی maturity (پختگی) آ جاتی ہے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق کر سکتا ہے اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہے اب جو information آتی ہے وہ پہلے ram میں آتی ہے بچہ اس کو process (سوچ بچار کے ایک مرحلے سے گزارتا ہے) کرتا ہے اس کے بعد وہ اس کی permanent memory (مستقل حافظہ) میں جاتی ہے، تو جب تک بچہ کے اندر ram develop (ram پختہ) نہیں ہو جاتی بچہ کا غلط چیزوں سے سامنا بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس لئے سائنسدانوں نے یہ چیز دریافت کی کہ دو سال سے پہلے بچہ کے سامنے اسکرین نہیں لانی چاہئے چاہے کمپیوٹر کی ہو، چاہے i.pad کی ہو، چاہے cell phone (موبائل) کی ہو، کیوں کہ بچہ کارٹون دیکھتا ہے، ان کو لڑتے دیکھتا ہے، تو لڑنا اس کی فطرت بن جاتی ہے۔ جس طرح کارٹون میں الٹے سیدھے بول بولتے ہیں، اس طرح بولنا اس کی فطرت بن جاتی ہے۔ اب ماں باپ ابتدا میں غلطی خود کرتے ہیں بعد میں کہتے ہیں یہ بچہ

ہماری بات سمجھتا نہیں بھئی آپ نے اس کو شروع میں سمجھا یا کیا ہے؟ گندگی، جب گند بھرے گا تو گند ہی باہر نکلے گا، اسلئے حتیٰ الوسع کوشش کریں کہ دوسال کی عمر تک تو بچہ اسکرین دیکھے ہی نا۔۔۔یا جتنا کم سے کم دیکھیں، یہ نہیں کہ ماں مصروف ہے فون پہ اور بچہ کو اسکرین پہ بٹھا دیتی ہیں اور بچہ چھ۔ چھ گھنٹے بیٹھا ہوا ہے۔

زیرو سے دوسال کی عمر تک وہ بہت اہم ہے کہ وہ بچے کے فلٹر ابھی establish نہیں ہوتے جو آتا ہے بچے کے ذہن میں permanent memory (مستقل حافظہ کا حصہ) بن جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد دو سے لے کے پانچ سال تک کی عمر یہ بچے کے اندر اس کے فلٹر develop (ترقی) ہونے کی عمر ہے اس میں بچے کو ماں پڑھائیں مگر باہر کا جو interaction (اثر) ہے اس سے حتیٰ الوسع بچائیں کیونکہ یہ بچہ جائے گا اسکول میں اور وہاں جا کر دوسرے بچوں سے گالیاں سنے گا، بری باتیں سنے گا، گانے سنے گا، کیا کیا سنے گا تو یہ فلٹر تو کرنہیں سکتا لہذا وہ گند بھی بھر جائے گا۔ اسی لئے سائنسدانوں نے اس پر ریسرچ کی کہ بچہ کی پڑھنے کی صحیح عمر کیا ہے؟ تو انہوں نے دیکھا کہ پانچ سال سے لے کے سات سال کے درمیان اتنے strong filters ہوجاتے ہیں کہ بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ independently interact (ازخود تعامل) کرسکتا ہے لیکن۔۔۔اس پر جرمنی کے اندر کچھ تین ہزار بچوں کے اوپر experiment (تجربہ) کیا گیا تو پتہ یہ چلا کہ جن بچوں کو پانچ سال میں پڑھنے ڈالا گیا اور جن بچوں کو سات سال میں پڑھنے ڈالا گیا تو بیس سال کی عمر میں جا کے پانچ سال میں پڑھنے والے وہ بچے پیچھے رہ گئے تھے memory (یادداشت) کے اعتبار سے سات سال کے بچے ان سے بہت بہتر perform (کام انجام) دیتے تھے۔ تو آج سائنس prove (ثابت) کررہی ہے کہ اچھی عمر جو پڑھائی کی ہے وہ سات سال ہے، تاہم پانچ سال سے بھی اگر شروع کردیں تو بھی ٹھیک ہے ——— ایک نئی مصیبت آگئی ہے اس کو early-learning کہتے ہیں ماں تو کہتی ہے بچہ پیدا ہو مجھ سے کوئی لے جائے پڑھانے کے لئے، میری جان چھوٹے اور جو تعلیمی ادارے ہیں انہوں نے بھی پیسے بنانے کے لئے ایسے ایسے کورسیس شروع کردیئے کہ بس۔۔۔پہلے سات سال کا بچہ پڑھنا شروع کرتا تھا، پھر پانچ سال کا ہوگیا، پھر چار سال کا، پھر تین سال کا، اب تو دوسال کے بچے کو پڑھنے بھیجتے ہیں، بلکہ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ ہمارے ملک میں ایک ایسا انگلش میڈیم اسکول بھی کھلا ہے، کہ پیدائش سے پہلے بچے کا نام رجسٹر کرواتی ہیں، پیدائش کے بعد اگر جائیں تو بچہ کو لائن میں لگنا پڑتا ہے تو یہ جتنا early-learning نام پہ ہے یہ صرف کمائی کا معاملہ ہے ورنہ

بچہ اس قابل نہیں ہوتا اس کا سبب کیا ہے کہ بچہ جب stressed condition (دباؤ کی حالت) میں آجاتا ہے تو ذہنی نشونما اس کی retard (متأثر) ہوجاتی ہے رفتار، slow (سست) ہوجاتی ہے۔ اب تین سال کے بچے کو ٹھنڈی کے موسم میں صبح صبح ماں اٹھا کے بھیج رہی ہے وہ رو رہا ہے نہیں جانا نہیں جانا تو ہم اپنا دل تو خوش کر رہے ہیں لیکن بچے کے ذہن پہ کیا اثر ہے وہ ہمارے تو اختیار میں تو نہیں ہے۔ اس لئے جب ہم اپنے دور میں تھے تو ہمارے دور میں چھ سال میں بچے کو اسکول میں بھیجا جاتا تھا ہم خود بھی بڑے بڑے ہو گئے تھے اور لوگ کہتے تھے، آنٹیاں کہتی تھیں کہ جی بیٹا بڑا ہو گیا اسکول بھیج دو امی کہتی تھیں اچھا اگلے سال بھیج دوں گی تو چھ سال کی عمر میں اسکول گئے اور الحمد للہ کہ ایسی عمر تھی کہ ہمیں پہلے دن سے right اور wrong کا اندازہ تھا جو ماں نے سمجھایا تھا۔ لہذا پیدائش سے لے کے دو سال تک کی عمر no screen,no exposure to external environment، (اسکرین یا باہر کے ماحول سے پوری طرح بچا کے رکھا جائے) پھر دو سے لے کر پانچ سال controlled environment (محفوظ ماحول) ماں ساتھ رکھے، خود پڑھائے یہ informal education (غیر رسمی تعلیم) کا وقت ہے بچہ پڑھتا ہے، بچہ یاد کرتا ہے، سورۂ یاسین یاد کراؤ، آخری پارہ یاد کرواؤ مگر بچے کو اپنوں میں رکھیں، وہ کسی ایسے کے پاس نہ جائے جو اس کو کوئی بری بات کر دیں، یہ watchful (چوکنا) رہنے کا وقت ہوتا ہے ماں کے لئے پھر پانچ سے لے کے سات سال اس درمیان، بچے کو باقاعدہ institiution (تعلیمی ادارے) میں formal education (رسمی تعلیم) کے لئے بھی بھیج دیں تو بھی ٹھیک ہے مگر ماں کے اوپر ایک ذمہ داری آتی ہے کہ روزانہ جب بچہ اسکول سے واپس آئے تو اسکی screening (تفتیش اور معائنہ) خود کریں، چونکہ وہ خود تو نہیں کر سکتا نا۔۔ اب پندرہ منٹ اس کا انٹرویو کریں، تمہارے دوست نے کیا کہا، تمہارے ٹیچر نے کیا کہا، تم نے کیا دیکھا، تم نے کیا سنا، بچہ ہر چیز کو کھول دیتا ہے اور ماں ساتھ ساتھ بتاتی جائیں بیٹا یہ ٹھیک ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے اب ماں جو sorting (چھانٹنا) کرتی جائے گی تو وہ چیز پھر بچے کے لئے permanent memory (مستقل حافظہ) میں بھیجنا آسان ہوگا اور جو غلط ہوگا بچہ اس کو delete (محو) کر دے گا تو یہ پہلے سات سال بچے کی نشونما کے لئے بہت اہم سال ہے۔ یہاں ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جن بچوں میں پیدائشی طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے مثلاً بچہ پیدا ہوا مگر low-birth weight (پیدائشی طور پر کمزور اور خفیف الوزن) تھا یا premature (وقت سے

پہلے) پیدا ہو گیا 32weeks سے پہلے تو ایسے بچے کے دماغ میں بھی کمی ہوتی ہے۔ سائنسدانوں نے لکھا ہے کہ اگر ماں پہلے سات سال میں اچھی informal education (غیر رسمی تعلیم) دے تو ان بچوں کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اب عام عورتوں کو اس بات کا پتہ ہی نہیں کہ informal education (غیر رسمی تعلیم) جو گھر میں ماں کرتی ہے وہ اتنی اہم ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں پہلے برطانیہ کی ایک یونیورسٹی میں ایک ریسرچ پروگرام چلایا گیا جو پیدائش سے لے کے تیرہ سال کے بچوں تک تھا۔ تیرہ سال انہوں نے بچوں کو study (مطالعہ) کیا اور study (مطالعہ) کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہونچے کہ جو parenting style (پرورش کا انداز) ہے اگر وہ اچھا ہو تو جو بچے بچپن میں کمی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں وہ تیرہ سال کی عمر میں جا کر normal (عام) بچوں کے ساتھ eqully good (یکساں طور پر ٹھیک) ہو جاتے ہیں سبحان اللہ، ہمارے مشائخ فرماتے تھے کہ ماں کی گود بچہ کا پہلا مدرسہ ہوتی ہے آج کی سائنس کی دنیا نے بھی وہی بات ثابت کر دی، ہمارے گھروں میں عورتیں informal education (غیر رسمی تعلیم) کی اہمیت کو تھوڑا سمجھتی ہیں جتنا سمجھنا چاہئے اتنا نہیں سمجھتیں لہٰذا آج تعلیم کے معاملے میں اس ''غیر رسمی تعلیم'' پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ بچپن میں بچے کو تعلیم شروع ہی سے شروع کروا دینا چاہئے، مثال کے طور پر بچہ جب خود بیٹھ سکے بغیر سہارے کے اور سن سکے تو ماں کو چاہئے کہ اس کے سامنے کتاب کی reading کرنی شروع کر دیں، بچہ سمجھتا ہے اور اس کے اندر کتاب کی محبت پیدا ہوتی ہے، عجیب بات کہ اس عمر میں بچہ جب ماں کو کتاب پڑھتے دیکھتا ہے تو اس کی permanent memory (مستقل حافظہ) میں یہ بات چلی جاتی ہے کہ یہ کوئی اچھی چیز ہے جو میری ماں کر رہی ہیں تو ایسے بچے میں پڑھائی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ساری زندگی اس کو کتابوں سے محبت رہتی ہے۔ چنانچہ harvard میں تیرہ سال کی study (تحقیق) کی گئی تو اس نتیجے پر تیرہ سال کی ریسرچ کے بعد پہونچے کہ family informal education is better than formal education (گھر کی غیر رسمی تعلیم، اسکول کی رسمی تعلیم سے بہت بہتر ہے) یعنی اسکولوں میں بھیج کے ٹیچروں سے پڑھانے کے بجائے ابتدائی سالوں میں ماں جو گھر میں پڑھاتی ہے وہ زیادہ بہتر ہوتی ہے ماں کو چاہئے کہ ہر روز کتاب پڑھ کر سنائے، جانوروں کی تصویر دکھانا، ان کے نام بتانا، A,B,C پڑھ کے سنانا، پھلوں کی تصویر دکھانا، ان کے نام پڑھ کے سنانا، پھر جو بچے کو سنائیں اگر بچہ بول سکتا ہے تو اس

پوچھیں کہ آپ نے یہ جو پڑھا تھا تو بچہ آپ کو اس کا جواب دے گا تو پتہ چلے گا کہ بچہ question سے کتنا سیکھ رہا ہے، بچے کے سامنے صفحے کھول کر پڑھائیں، تاکہ بچے کو عادت پڑے کہ کتاب کے صفحے کو کھول کے پڑھا جاتا ہے۔ ایک اور اہم بات کہ جب بچے کو لے کے کہیں جائیں تو اپنے اردگرد کی چیزوں کو ضرور پڑھیں یہ بچہ کا ''موبائل مدرسہ''، مثلاً دکانوں کے نام، یا ٹریفک کے جو signs ہوتے ہیں یا اور اس قسم کے جو چیزیں لکھی ہوتی ہیں یا نمبر لکھے ہوتے ہیں، یہ پڑھ پڑھ کے یا speed limit (تیز رفتاری کی حد) لکھی ہوتی ہیں پڑھ پڑھ کے بچے کو سنانا اس سے بھی بچے میں علم آتا ہے۔ پھر ایک کتاب نہ پڑھیں، بدل بدل کے کتابیں پڑھیں، تاکہ بچے کا ٹیسٹ بھی بدلتا رہے۔ ایک بات ذہن میں رکھیں کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو reading تو اس وقت بھی اس سے ضرور کروائیں مگر ایک فرق ہونا چاہئے کہ جو کتاب اس کو پڑھنے کے لئے آپ دیں، اس کو پہلے خود پڑھیں، بعض کتابوں میں بہت poisonous mater (زہریلا مواد) ہوتا ہے شروع ہی سے وہ love stories (عشق ومحبت کے قصے) شروع کر دیتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کہ بچہ بچپن سے ہی کچھ اور خیالات میں چلا جاتا ہے۔ تو یہ screening (معائنہ اور جانچ) ماں کے ذمے ہے ہر ماں بچے کے سامنے پندرہ سے بیس منٹ روزانہ پڑھنے کو لازم سمجھیں۔ reading کا بیسٹ ٹائم bed-time (سونے کا وقت) ہوتا ہے یعنی سونے سے پہلے اس وقت بچہ کو پڑھ کے سنائیں، اور بچے میں دلچسپی پیدا کریں، تو وہ بچہ اچھی طرح بات کو سمجھتا ہے، پڑھائی کو صرف پڑھائی نہ کریں، پڑھائی کے دوران لطیفہ سنا دیا، پڑھائی کے دوران کہانی سنادی، بچے کو ہنسا دیا اس کو دلچسپ بنا دیا تو پھر بچہ اس پڑھنے کی نشست کو اچھا سمجھتا ہے اس سے بور نہیں ہوتا۔ اب بچے کو کچھ subjects (موضوعات) میں پڑھانا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر زبان کی تعلیم، بچے کو کوئی بھی زبان سکھانی ہو، تو اس بارے میں چند باتیں یاد رکھیں؛ کہ تین سال کی عمر تک اکثر بچے کو یاد کر لیتے ہیں تین سال کی عمر تک harvard کی ایک ریسرچ تھی catherine اس نے کئی سال کی ریسرچ کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جب ماں بچے کو نئے الفاظ سکھاتی ہیں تو اس لفظ کے ساتھ بچے نئے ideas اور concept خود بخود سیکھ لیتے ہیں تو اس لئے ماں زیادہ سے زیادہ معلومات دے بچے کو مثال کے طور پہ آپ grocery-stor (کرانہ کی دکان) گئیں تو اب بچے کو بتائیں یہ b r e a d ہے پھر بتائیں کہ b r e a d جو ہے carbohydrate ہوتی ہے آپ کو نہیں اندازہ چھوٹی عمر میں بچے یہ نام یاد کر لیں گے، پھر اس کو کہیں کہ

دیکھو یہ چکن ہے اور چکن پولٹری کہلاتا ہے، zoo میں لے گئیں تو بتائیں کہ mammat اور reptile ان میں کیا فرق ہوتا ہے تو جہاں جہاں جا رہی ہیں آپ بچے کو زیادہ سے زیادہ معلومات کا لیول بڑھاتی چلی جائیں بچہ p i c k (اخذ) کرتا چلا جاتا ہے۔ بچے کو ابتدا میں چھوٹے الفاظ کہلوائیں، بولنے کا موقع دیں، کوئی لفظ غلط بولے، فقرہ غلط بولے تو اس کو شرمندہ نہ کریں، اس فقرہ کو ٹھیک کردیں، اگر وہ بالو کو blue (بلو) کر رہا ہے تو بچہ ہے بار بار شرمندہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے تھوڑا بڑا ہوگا تو وہ اپنے accent (بولی) کو خود ٹھیک کرلے گا، بچوں کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ بہت ابتدا میں ان کے سامنے ایک language (زبان) بولنی چاہئے تو بچہ جلدی بولتا ہے اگر دو زبانیں ہوں تو بچہ کے بولنے میں retardation (دیر) ہوجاتی ہے۔ جب تین سال کا بچہ ہوجائے تو تین سال کا بچہ ایک وقت میں تین زبانیں سیکھ سکتا ہے، گجراتی بھی سیکھ سکتا ہے، اردو بھی سیکھ سکتا ہے، انگلش بھی سیکھ سکتا ہے۔ ریسرچ نے یہ ثابت کردیا کہ دو زبانیں بولنے والے تخلیقی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں، تو جو بچے دو زبانیں بولتے ہیں، ان کی سوچ بہتر ہوتی ہے تاہم یہ اصول ہے کہ جو زبان آپ بچے کو سکھانا چاہتی ہیں خود بھی بولیں، قریب کے لوگ بھی وہی بولیں، کہ جب آپ بچے کو ایسے ماحول میں ڈال دیں گی کہ چاروں طرف وہی language (زبان) ہے تو بچہ آسانی سے سیکھ جاتا ہے۔ سائنس سے یہ ثابت ہوا کہ دو سالہ بچہ speed-pattern کو سیکھ سکتا ہے یعنی اگر دو سال کے بعد بچے کو ہم قرات سکھانا چاہے، تو وہ بچہ قرات بھی سیکھ سکتا ہے۔ ایک عجیب بات ہے مغربی ممالک میں جن بچوں کی آواز خوبصورت ہوتی ہے ان کو تین سال کی عمر سے singer بنانا شروع کردیتے ہیں اس کی ان کو باقاعدہ تعلیم دینا شروع کردیتے ہیں۔ بچے کے لئے learning environment (تعلیمی ماحول) کا گھر میں بنانا بہت ضروری ہے بچہ دوسروں کی گفتگو سے بھی بہت سیکھتا ہے۔ ایک وقت میں آپ بچے کو دو زبانیں سکھا سکتی ہیں مگر اس کو بتائیں کہ دیکھو 'اچھا' اردو میں کہتے ہیں good انگلش میں کہتے ہیں تو اس سے کیا ہوگا وہ بچہ آسانی سے دو زبانیں بھی سیکھ جائے گا اور اگر بچہ ذرا بڑا ہو رہا ہے تو اس کو کچھ سنا دیں تو اس سے بچے کا نطق اور بہتر ہوتا ہے جیسے آسٹریلین عورت Barbara نے جو letter-sound (حروف کی آواز) ہے اس کے بارے میں کہتی ہے کہ حروف کی آواز سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں تو لیکن حالات ایسے ہوتے ہیں کہ لگتا ہے آج کے اس کمپیوٹر دور کی دنیا میں بچے apple سے حروف نہیں سیکھیں گے بلکہ لگتا ہے آج کے دور کے حروف (alphabets) ہی نئے ہوں گے، جیسے A سے "Apple phone"

B-Bluetooth,C-Chatting,D-download,E-e-mail,F-facebook
G-google,H-hotmail,I-i-pad,J-java,K-kingston,L-laptop,
M-message,N-nokia,O-orkut,P-print,Q-quicktime,R-ram,S-skye
T-touchscreen,U-usb,V-vista,W-wifi,X-x.p,
Y-youtube,Z-zamelot,,

تو یہ نیٹ کا زمانہ ہے ہم بات کسی اور طرح کر رہے ہوتے ہیں، بچے اپنے ذہن کے حساب سے کچھ اور سوچتے ہیں لیول (سطح) کا بڑا فرق ہوتا ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے استاد پڑھا رہا تھا؛ کہ شتر مرغ ایک جانور ہے یہ بہت مضبوط ہوتا ہے، سیدھا سادہ ہوتا ہے، ہر چیز کھالیتا ہے، اس کو ہر چیز ہضم ہو جاتی ہے، دکھائی بھی کم دیتا ہے تو جب یہ خوبیاں سنی ایک لڑکی دوسرے سے کہنے لگی کہ ''پرفیکٹ شوہر'' کی صفات اس میں ہوتی ہے۔ تو بچہ کچھ اور سوچتا ہے بڑے کچھ اور سوچتے ہیں، چنانچہ دسویں کلاس کے بچوں کو استاد نے ایک فقرہ دیا ٹیچر نے کہا؛ کہ complete the sentence (جملہ پورا کیجئے) کیا تھا؟ تو بچے نے کیا کہا کہ؛

جب انٹرنیٹ پڑھاتے ہو پیریڈ وار کالج میں
تو اونچا کیوں نہ ہو معیار تعلیم کا کالج میں
اگرچہ دوسرے مشروب مہنگے نہیں ملتے
مگر چلتا ہے اکثر شربت دیدار کالج میں
ملا تھا داخلہ جس کو سمندر پار کالج میں

وہ ڈگری کے بجائے mam (لڑکی) لیکر لوٹ آیا ہے۔ تو آج کے ماحول کی وجہ سے بچوں کا روش سے ہٹ جانا بہت آسان ہو گیا۔ اب ماں کی ذمہ داری بڑھ گئی، باپ کی ذمہ داری بڑھ گئی کہ وہ بچے کو بچپن میں ایسے ماحول میں رکھیں کہ غلط معلومات ان کے دماغ میں نہ جاسکیں۔

next ہے mathematics (حساب) میں مہارت پیدا کرنا بچے کے اندر، ذرا غور کیجئے کہ ہمارے چاروں طرف حساب ہیں ہم بولتے ہوئے کہتے ہیں how many how much,how long, (کتنے عدد، کتنی مقدار، کتنی دیر؟) یہ سب mathematics (حساب) ہیں عام طور پر تین سال سے پہلے بچے گنتی دس بیس تک آرام سے سیکھ سکتے ہیں آج کے دور میں mathematics (حساب) کو پڑھنے کی اہمیت زیادہ ہے لہٰذا بچے کو toys (کھلونے) ایسے لیکر دیں کہ جس سے بچے کو آپ گنتی

سیکھا سکیں، measurement (ناپنا) سیکھا سکیں compation (تقابل) سیکھا سکیں ،shapes سیکھا سکیں اس کو کہتے ہیں education throuth entertainment (تعلیم بذریعہ تفریح) بچہ کھیل بھی رہا ہوتا ہے، سیکھ بھی رہا ہوتا ہے، پھر خاص طور پر جب دسترخوان لگانا ہوتا ہے، کھانے کا وقت ہوتا ہے، وہ بچے کے حساب سیکھنے کا بہترین وقت ہوتا ہے۔ بچے کو ساتھ رکھیں، اس کو دیکھو ایک چھری، چھ چمچ، دس پلیٹیں، سیڑھی چڑھتے ہوئے کہیں دیکھو، ہم نے اتنی سیڑھیاں چڑھ لیں snacks items (معمول کے علاوہ کھائی جانے والی چیزیں) رکھیں تو بچے سے گننے کے لئے کہیں اور پوچھیں کتنے مہمان آئے، بچے کو square (مربع) اور triangle (تکونی) ,circle (دائرے) کی پہچان اپنے اردگرد کی چیزوں سے کروائیں، عورتیں جو کچن میں کھانا بناتی ہیں وہ تو سائنس اور math کی ہی activity (کام) ہوتی ہے۔ اس لئے فرینچ لوگ اپنے بچوں کو کچن میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں، ان کو چھوٹی چھوٹی باتیں بتاتے رہتے ہیں، assignments (تمرینات) دیتے رہتے ہیں، بچہ سائنس اور math سیکھتا رہتا ہے مثلاً اس چیز کی اتنی measurement (ناپ) کر کے دو مجھے اس کو فلاں جگہ ڈالنا ہے بچہ کو کہا کہ فریج سے یہ چیز لے کے آؤ تو آپ دیکھیں گی کہ بچہ بہت جلدی یہ چیزیں سیکھ جائے گا اور ماشاء اللہ بعض عورتیں تو اتنا وقت کچن میں گزارتی ہیں کہ ان کا ایڈریس ہی کچن ہوتا ہے۔

mathematics (حساب) اس کے لئے سن لیجئے ایک تو ماں کھیل کے ذریعہ سے بچوں کو mathematics پڑھائیں، پھر اگر اس سے اوپر جانا ہے تو ایک پروگرام ہے razkids اس میں بچے کھیل کے ذریعہ سے حساب سیکھتے ہیں تو ابتدا میں بچے کو اس سے بھی فائدہ ہوسکتا ہے پھر اس کے بعد اگر بچے کو حساب میں اور آگے بڑھانا ہے تو khan academy کا ایک پروگرام ہے یہ ایک پاکستانی لڑکا تھا جس نے اپنی cousin (خالہ اور ماموں زاد بھائی بہنوں) کو subjects (بعض موضوعات) پڑھانا تھا تو اس کے لئے اس نے نوٹس بنائے پھر اس کو videos کے ذریعہ explain (سمجھایا) کیا but it became a wonderful program (اب یہ بہت اچھا پروگرام بن گیا) یہ youtube پہ ہر مضمون پر فری (مفت) available (مہیا) ہوتا ہے۔ ویب سائٹ کا نام ہے khanacademy.com اگر اس سے بھی اوپر کرنا ہے بچے کو تو ایک جاپانی پروگرام ہے brain braino یہ advanced learning (اونچی تعلیم) کے لئے اور skill

development (ترقی مہارات) کے لئے بہت اچھا پروگرام ہے مگر یہ پانچ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچوں کے لئے ہے۔ اس میں whole brain development (مکمل دماغی نشوونما) سکھاتے ہیں by ulifiration of abacus multiplication تاکہ بچے کا پورا ذہن اس مضمون کو سیکھنے کے لئے استعمال ہو سکے، اگر اس سے بھی اچھا بچے کو لیول دینا ہے تو ایک پروگرام ہے cumen یہ ایک جاپانی سائنسدان تھا اس نے ۱۹۵۴ میں usaka میں یہ پروگرام شروع کیا تھا پھر بعد میں امریکی سائنسدانوں نے اس پر زیادہ محنت کی تو یہ امریکن پروگرام کہلانے لگا، اس میں بچے کو subtraction,division,fraction,calculus سکھا دیتے ہیں، چھوٹا بچہ calculus کے سوال حل کر لیتا ہے تو یہ اس کو سکھانے کے لئے ایک کافی اچھا پروگرام ہے، مائیں ان باتوں کو اچھی طرح یاد کر لیں ، پھر جب بچے کے پاس بیٹھی ہوں تو بچہ کو اپنی انگلی سے گننا سکھائیں ، اس کو کہتے ہیں inter-active activity تو بچے اپنی انگلیوں کے پوروں پہ ہی وہ گنتی گنتے ہیں اور ان کو اس کا اچھی طرح شوق ہوتا ہے maths میں بچے کو آپ concept سکھائیں، رٹہ نہ لگوائیں، memorization (حفظ) ہی نہ کروائیں، بس اتنا دیکھیں بچہ کیسے سیکھ رہا ہے جب ایک چیز کو سیکھ لے پھر اس کو آگے بڑھائیں مثلاً آپ صفائی کر رہی ہیں تو بچے سے بتائیں bed-room میں کتنی کرسیاں ہیں، اچھا کتنے فریم دیوار پر لگے ہوئے ہیں، اس کمرہ میں بلب کتنے لگے ہوئے ہیں، اب ان چیزوں کو کرنے سے بچہ ماں کے ساتھ خوش بھی رہتا ہے، وقت بھی گزرتا رہتا ہے اور بچے کو حساب آتا رہتا ہے، جب بچہ آپ کے کسی سوال کا صحیح جواب دے تو اس کو اس کا انعام دیں، انعام میں پیار سے دیکھنا یہ بھی ایک انعام ہے، محبت کی نظر، مسکرانا یہ بھی انعام ہے، بچے کو kiss کرنا یہ بھی انعام ہے، انعام کا مطلب صرف روپیہ، پیسہ نہیں ہوتا appreciation (اعتراف) کی کوئی بھی کیفیت ہو، بچے کے لئے انعام ہوتی ہے بچے کو اعتدال کی اسپیڈ سے پڑھاتی رہیں اتنا تیز نہ ہو کہ بچہ اس کو بوجھ محسوس کرنے لگے، آپ سفر میں بھی جائیں تو باوجود سفر کے پندرہ سے بیس منٹ نکال کے بچے کے ساتھ ایک reading کی نشست ضرور کرنی چاہئے، جب آپ باہر ہیں تو بچہ سے ضرور سوال پوچھا کریں مثلاً اس چیز کی price-tag پہ کتنی price (قیمت) لکھی ہوئی ہے اچھا بتاؤ ٹیکسی والے نے کتنا کرایہ مانگا، بتاؤ اس ٹکٹ کی قیمت کیا ہے، اچھا کتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اس طرح کے سوالات وہ بچے کو activity بھی دیتے ہیں

اور بچے کے ذہن میں maths کی اہمیت بھی بیٹھتی ہے۔

آگے ہے دینی علوم میں مہارت؛ دینی علوم میں مہارت کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ بچپن ہی سے بچے کو فضائل اعمال اور حکایات صحابہؓ سنائیں۔جتنی فائدہ مند یہ دو کتابیں ہیں شاید بچوں کے لئے دوسری کوئی کتاب اتنی فائدہ مند نہیں،تو ہر ماں کو چاہئے کہ بچپن سے ہی فضائل کی احادیث سنائیں، story سنائیں تو فضائل کی احادیث سے تھیوری مل جائے گی، حکایات سے پریکٹکل مل جائے گی تو بچے کے اندر دین کی ایک محبت پیدا ہوتی چلی جائے گی،آگے بڑھیں،تو قصص النبیین سنائیں،حضرت موسیٰؑ کا واقعہ ایسے تھا،حضرت یونسؑ کا واقعہ ایسے تھا اور آگے بڑھیں تو پھر بزرگوں کی تقاریر بھی سنائیں،نعت بھی سنائیں،نماز پڑھنا سکھائیں، یہ بچے کی ایک informal training (غیر رسمی تربیت) ہے دینی چیزوں کے بارے میں اگر آپ اس سے اور تھوڑا آگے بڑھنا چاہتی ہیں تو ساؤتھ افریقن علماء کی کتابیں ہیں جن کو تسہیل سیریز کہتے ہیں عقائد،حدیث،فقہ،ادب کے بارے میں تو ماں ان کتابوں کو پڑھ کر سنائیں جن ملکوں میں علماء available نہیں امریکہ، یوروپ دوسری جگہوں پر وہاں پر عام طور پر ہم نے دیکھا کہ sunday-school نہیں ہوتا ہے تو sunday میں ہی یہی چیزیں پڑھائیں اور دنیا میں ہر ملک میں جو مکتب سسٹم ہیں اس کو ہم نے تعلیم میں سب سے زیادہ بہترین پایا ہے اللہ جزائے خیر دے ان علماء کو،جنہوں نے یہ مکتب سسٹم شروع کیا کہ یوروپ، امریکہ جہاں بھی چلے جائیں مکتب سسٹم جہاں ہیں وہاں بچوں کی دینی بنیاد بہت مضبوط ہوتی ہیں اگر اس سے بھی اوپر جائیں تو بچے کو کسی عالم کے پاس بھیجیں، کسی جامعہ میں بھیجیں، استاذ سے باقاعدہ وہ کتاب پڑھے،قرآن حفظ کرے، ترجمہ پڑھے تو جامعہ جانا یہ گویا علم کی extrame ہے آج کل مختلف ملکوں میں نہ جامعات ہیں، نہ استاذ ہے تو پھر اگر بچہ بڑا ہو گیا تو اس کو انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بھی آپ دینی تعلیم دلوا سکتی ہیں جیسے بہت سارے پروگرام ہیں ''المعلم'' ہے ilmessential ہے اس طرح کے پروگرام جو صحیح علماء نے شروع کئے ہوئے ہیں اور وہ انٹرنیٹ پہ بھی بچے کو اچھا پڑھا سکتے ہیں یہ بھی ایک ممکن طریقہ ہے۔

اب اگلا عنوان ہے کہ technology as a learning tool (ٹیکنالوجی بطور تعلیمی آلہ) ہم ٹیکنالوجی کے دور میں ہیں اور آج کے دور میں بچے کو ٹیکنالوجی سے دور نہیں رکھ سکتیں، رکھیں گی تو بچہ جب بڑا ہوگا تو وہ اس طرح بھاگے گا جیسے کوئی جیل سے نکل کر بھاگتا ہے اور پہلے سے زیادہ برا ہو جائے گا اس

لئے اپنی supervision (نگرانی) میں بچوں کو ٹیکنالوجی سیکھائیں تاکہ وہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال کرسکیں۔

پہلا پوائنٹ کہ تین سال تک تو بچے کو games سے بچائیں، ویڈیو گیم اور ان چیزوں سے کیونکہ filters develop نہیں ہوتے تین سال کے بعد پھر بچوں کو بتائیں پھر اس کے بعد اگر بچہ اسکرین پہ کھیلتا بھی ہے، تو اس سے اس میں eye-hand coordination پیدا ہوتی ہے پھر بچے ذرا بڑا ہوجائے تو کمپیوٹر پروگرام سیکھائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بچے کو ٹائپنگ سیکھائیں پھر اس کو آفس پروگرام windows میں جو ہے وہ سیکھائیں پھر excel اور اس قسم کے باقی پروگرام پھر بچے کو ویب سائٹ ڈیزائن کرنا سیکھائیں، programning سیکھائیں، پھر app-development سکھائیں، پھر اس کو robotics یا graphic ڈیزائن میں لے جائیں، ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو بچے ڈیزائننگ میں پڑ جاتے ہیں وہ گندی ویب سائٹ پر پھر جاتے ہی نہیں ہے ایسا انٹرسٹ پیدا ہوتا ہے کہ وہ گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں graphic-development میں تو یہ بھی ایک طریقہ ہے بچے کو بری ویب سائٹ سے بچانے کا کہ اس کو کچھ چیزیں سیکھا کر ایسے شوق میں ڈالدیں کہ جسمیں وہ اپنی ہی چیزیں ڈیزائن کرتا رہے اور وہ گندی ویب سائٹ پر جانے سے بچا رہے۔

اب اگلا پوائنٹ ہے، بچے کی تربیت کے بارے میں؛ تربیت کے بارے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ جب بچہ تھوڑا سا بھی بڑا ہوجائے تو اس کے ساتھ کنٹرول کو شیئر کریں decision making کو شیئر کریں مثلاً آپ چلنا چاہتی ہو یا دوڑنا چاہتے ہو، سیٹ پر دائیں طرف بیٹھنا ہے یا بائیں طرف بیٹھنا ہے، ابھی گھر جائیں یا دس منٹ کے بعد جائیں، تو بچے کو چوائس (چُننے کا اختیار) دیں، چوائس دینے سے دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو بچہ جب خود فیصلہ لیتا ہے، تو مطمئن ہوتا ہے۔ دوسرا اس میں خوداعتمادی آتی ہے۔ اس میں decision making (قوت فیصلہ) آتی ہے اس کی will-power (قوت ارادی) بڑھ جاتی ہے۔ اس بچے میں wisdom پیدا ہوتا ہے۔ اس بچے میں ذمہ داری بڑھتی ہے۔ عجیب بات کہ چھوٹا سا یہ پوائنٹ ہے مگر کتنی تیزی بچے میں پیدا ہوجاتی ہیں، ہم نے دیکھا، بہت ساری مائیں بچوں کو چوائس نہیں دیتیں، وہ سمجھتی ہیں کہ بس یہ لوہے کی مشین کی طرح ہے جو کہیں گے بس وہی کریں گے ایسا نہیں ہوتا تو بچے کو چوائس دیں پھر دیکھیں کہ بچہ تنگ بھی نہیں کرے گا بچے کے بارے میں یہ سن لیں کہ نو ماہ کا بچہ باقی دنیا میں جتنی species (جاندار) ہے ان سے زیادہ عقلمند بن جاتا ہے، نو ماہ کی عمر میں

بچے کا دماغ اتنا develop ہوجاتا ہے کہ جتنی species باقی دنیا میں ہے ان سے اس کی دماغ کی یادداشت سب سے زیادہ ہوجاتی ہے تو بچے کو اس کا ذہن استعمال کرنے کی عادت ڈالیں، ڈسپلن بچے کو محبت سے سکھائیں، الفاظ سے نہیں سکھا سکتیں۔ ایک اصول یاد رکھیں کہ بچے ان ماں باپ کو پسند نہیں کرتے جو بہت محبت دیکر بگاڑ دیتے ہیں، بچے کہتے ہیں جی انہوں نے ہمیں ignore (نظرانداز) کیا بچپن میں تو وہ خوش ہوں گے، جب ذرا بڑے ہوں گے، تو کہیں گے، ہم گھر میں ہوتے تھے، ہم دوسرے بچوں کے ساتھ یہ حرکتیں کرتے تھے ماں دھیان ہی نہیں دیتی تھی، وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ ماں نے آزادی دی تھی وہ بچی کہے گی ماما نے مجھے ignore (نظرانداز) کیا تھا تو آپ کی دی ہوئی آزادی بچے کے ذہن میں بنے گی کہ ماں نے مجھے نظرانداز کیا اور میں بری بن گئی، تو بچے کو پیار دیں مگر پیار کے ساتھ ایک limit ہے، اصولوں کے معاملے میں سختی بھی کریں، سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ بچے ان ماں باپ سے زیادہ محبت کرتے ہیں، جو محبت بھی دیں، مگر اصولوں پر سختی بھی کریں کہ بچے اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دنیا میں جتنے چمپئن لوگ گزرے ہیں، کسی بھی کھیل میں، تعلیم میں، کام میں تو دیکھا گیا ان میں سے ہر بچے پر، ماں باپ، استاذ یا ایسے کوچ کا اثر زیادہ تھا، جو نرم بھی تھا، مگر سخت بھی تھا تو استاد کی نرمی اور استاد کی سختی اس نے اس کو اتنا پرفیکٹ بنادیا کہ وہ دنیا کا چمپئن بن گیا تو اچھی ماں وہی جو پیار بھی دے اور اصولوں پر سختی بھی کرے۔

ایک آخری بات کہ بچے کو اچھی عادات بتانے کی ضرورت نہیں، اچھی عادات سکھانے کی ضرورت ہے۔ دوبارہ سنئے! بچے کو اچھی عادات بتانے کی ضرورت نہیں، اچھی عادات سکھانے کی ضرورت ہے، خود وہ کام کرکے دکھائیں، تو بچہ اس کو جلدی سیکھے گا۔ چنانچہ کسی نے کیا اچھی بات کہی "Religion must not only be talked it must be taught" دین صرف پڑھائیں نہیں، دین پر عمل کرکے دکھائیں تاکہ بچہ اس پر عمل کرنے والا ہوجائے اور یہ کام ابتدا میں ماں کرسکتی ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے ذکر و سلوک کو بچپن میں اپنے فارسی کے استاذ سے سیکھا ہے۔ ہمارے ایک مفتی صاحب تھے انہوں نے پندنامہ پڑھایا تھا بہت بچپن میں اور اتنا بتایا تھا کہ ایک بڑے ولی تھے خواجہ فرید الدین عطار، انہوں نے تذکرۃ الاولیاء کتاب لکھی، انہوں نے پندنامہ لکھا ہے تو جب مجھے بچپن میں پتہ چلا کہ یہ ایک ولی کی کتاب ہے اور اس میں اولیاء کے تذکرے ہیں، اب چونکہ اولیاء کے تذکرے تو ماں باپ سے پہلے سے سنتے تھے، ایک شوق پیدا ہوگیا۔ اب پندنامہ کو جب اس عاجز نے بچپن میں پڑھا تو یوں لگتا ہے پورا تصوف اسی وقت گھٹی میں پڑ گیا تھا پھر باقی ساری زندگی میں نے پندنامہ کی تفصیل ہی پڑھی ہے پھر اس کو جب میں نے اپنے ماں باپ کی زندگی میں دیکھا تو پریکٹکل اس تصوف کو وہاں دیکھا۔

اب آپ کو کچھ مثالیں دیتے ہیں تا کہ بات اچھی طرح سمجھ آ جائیں کہ اس عاجز نے اپنی والدہ سے بہت باتیں سیکھیں۔ ان میں سے تین باتیں؛ دنیا سے بے رغبتی، اتنی بے رغبتی کہ یہ عاجز جب فیکٹری کے اندر مینجر تھا بہت تنخواہ تھی اپنی والدہ کو بھی دیتا تھا میری والدہ نے مجھ سے کبھی پوری زندگی میں پیسے مانگنے کا تذکرہ ہی نہیں کیا پوری لائف میں آپ حیران ہوں گے انسان پہ کبھی اچھا حال، کبھی یہ ضرورت، کبھی وہ ضرورت، میں نے اپنی پوری لائف میں اپنی والدہ کی زبان سے یہ نہیں سنا بیٹا مجھے یہ چاہئے، مجھے اتنی ضرورت ہے، جو میں ان کے جیب میں ڈال دیتا تھا، والدہ صاحبہ گنتی بھی نہیں تھیں تو والدہ کے اس خلق سے میرے دل میں دنیا کی اتنی بے رغبتی آئی کہ میں بتا نہیں سکتا۔ زہد انہوں نے سکھا دیا ورنہ عورتیں تو بچے سے کہتی ہیں اتنی تنخواہ ہے، اتنی مجھے دو، اتنی ادھر دو، مگر اس والدہ نے بتلا دیا کہ دیکھو دنیا سے بے رغبتی ہونا ہی اصل ولایت ہوتی ہے۔

دوسری بات مہمان نوازی، والدہ اتنی مہمان نواز تھیں کہ ہم حیران ہوتے تھے حتی کہ مہمان آتے تھے تو گھر کا کھانا جو پکا ہوا ہوتا تھا، سارا ان کو کھلا دیتی تھیں اور بچوں کے لئے بعد میں دوبارہ پھر پکاتی تھیں اور ہمیں اشارہ کرتی تھیں کہ خبردار آپ میں سے کسی نے بات نہیں کرنی آپ ایک کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ، مہمانوں کو احساس بھی نہ ہو کہ یہ بچوں کے لئے کھانا بنایا گیا تھا تو مہمان نوازی کی انتہا دیکھئے! مجھے آج بھی یاد ہے میری عمر اس وقت کوئی دو سال، ڈھائی سال ہوگی مجھ سے بڑی ایک بہن ہے ان کی عمر کوئی دو سال زیادہ تھی، چار سال ہوگی۔ ایک سردی کی رات تھی اور اچانک ہمارے کچھ واقف لوگ تھے، دیہات میں ان کا کوئی بندہ جس کو کہ کوئی ہارٹ ٹیک ہوا یا کیا ہوا تو اس بندے کو لیکر شہر آ گئے اور جب وہ چلے تو ماشاء اللہ ۲۵۔۳۰ بندے ساتھ تھے ان کے مرد عورتیں اچانک دروازہ کھٹ کھٹایا گیا بڑے بھائی باہر نکلے تو پتہ چلا کہ واقف لوگ ہیں ۲۵۔۳۰ مہمان آ گئے ہیں اب ہر گھر میں ۲۵۔۳۰ کو سلانے کے لئے انتظام تو نہیں ہوتا مگر والدہ صاحبہ نے اسی وقت سب کو مختلف کمروں میں بیڈ لگا کر دیئے، بستر لگا کر دیئے، جو بچوں کے پاس بستر تھے وہ بھی ان کو دیئے اور میری بڑی بہن کی شادی کے لئے جہیز امی نے بنایا تھا، جہیز کی نئی رضائیاں، نیا کمبل، نئی چیزیں وہ بھی ان کو اٹھا کر دیدی۔ اب ہم حیران ہو کر دیکھ رہے تھے کہ مہمانوں کو چاہئے تھا کہ فون کرتے، مہمان دیکھتے کہ رات کا وقت جانے کا ہے یا نہیں؟ ہمارے ذہن میں سوال پیدا ہو رہے تھے اور امی تھیں کہ بس مہمان آ گئے ان کو جلدی سلاؤ اور ان کو جلدی کرو امی نے سارے گھر کے بستر اور کمبل چادر ان ۲۵۔۳۰ مرد عورتوں کو جب دے کر سلا دیا تو میں اور میری بہن، ہم دونوں ایک جگہ بیٹھے ہوئے سردی سے ٹھٹھر رہے تھے امی آئیں اور کہنے لگی بچو! تم بھی اب لیٹ جاؤ امی نے ہمیں لٹا دیا تو گھر میں گندم کی بوری پڑی تھی، وہ خالی تھی

توامی نے وہ بوری اٹھا کر ہم دونوں کے اوپر ڈالدی ہم نے سردی کی وہ رات خالی بوری جو گندم کی ہوتی ہے jute bag اس کے اندر سو کر گزاری مگر ماں نے سیکھا دیا بیٹا مہمان نوازی کس کو کہتے ہیں۔

پھر اپنے نیک عملوں کو چھپانا ماں سے سیکھا والدہ کی عجیب عادت تھی ان کے ہاتھ میں جو ہوتا تھا وہ اس کو کسی نہ کسی ضرورت مند کو دیتی تھیں یہ ان کی عادت تھی۔ ہمیں پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کس کس کو دیتی ہیں لیکن ان کی وفات کے بعد دو واقعات جب سامنے آئے اس سے حیرت ہوئی کہ کس طرح وہ اپنے عملوں کو چھپاتی تھیں۔ پہلا واقعہ کہ ان کی وفات کے ایک ہفتے کے بعد ایک عورت آئی اور گھر میں آکر وہ میری بہن کے سامنے بہت روئیں پھر اس نے یہ واقعہ سنایا کہنے لگی میں آپ کی امی کے پاس دعا کروانے کے لئے آئی کہ میرا خاوند مجھے خرچہ نہیں دیتا یہ نہیں کرتا تنگ کرتا ہے، ستا تا، مارتا ہے تو امی نے دعا بھی کر دی پھر اس کے بعد انہوں نے ہر مہینے مجھے کچھ خرچہ کے پیسے بھی دینے شروع کر دیئے، تم میرے لئے بیٹی کے مانند ہو، مائیں بیٹی کو پیسے دیتی ہیں کوئی ایسی بات نہیں، تم کسی کو مت بتاؤ، بس آجانا مجھ سے لے جانا، تو آپ کی امی مجھے ہر مہینے کچھ نہ کچھ خرچہ دیتی تھیں جس سے کہ میری pocket-money (جیب خرچ) چلتی رہتی تھی کہنے لگی کہ ایک مرتبہ میں ایسے کاموں میں الجھی کہ میں آپ کی امی کے پاس جا ہی نہ سکی تو آپ کی امی بھی نہیں آسکتی تھیں، فاصلہ تھا قدرتاً میری بہن آپ کی امی کے پاس دعا کروانے کے لئے گئی، تو دعا کروانے کے بعد آپ کی امی نے اس کو کچھ پیسے دیئے اور کہا کہ یہ تمہاری بہن کے پیسے مجھے دینے تھے میں پہلے دے نہیں سکیں معذرت کر دینا اور بہن کو پہنچا دینا بہن آئی اور اس نے آکر مجھے پیسے دیئے بھئی تمہارے پیسے دینے تھے وہ معذرت بھی کر رہی تھیں کہ دیر ہوگئی لے لو کہنے لگیں، میں سوچتی رہی کہ میرے پیسے تو نہیں دینے تھے پھر جب میں بعد کو ان سے ملی تو میں نے کہا کہ اماں آپ نے یہ مجھے کیسے پیسے بھیجے میرا تو قرضہ نہیں دینا تھا تو والدہ نے کہا کہ دیکھو وہ آپ کی بہن ہے اگر میں اس کو کہتی کہ میں تمہاری بہن کو دیتی ہوں تو اس کی نظر میں تمہاری جو شخصیت ہے وہ ہلکی ہوتی تو میں نے یوں کہہ دیا کہ میں نے پیسے دینے تھے تاکہ تمہاری بہن سمجھے کہ یہ قرض ہے جو میں تمہاری بہن کو واپس لوٹا رہی ہوں —— نیکی بھی کی مگر ایسے طریقے سے کہ پتہ بھی نہ چلا دوسرے بندے کو۔

اور دوسرا واقعہ مجھے میری بڑی بہن نے بتایا کہ امی آخری علالت بیماری کی حالت میں تھیں اس وقت ذرا پیدل چلتی تھیں تو اس وقت سانس چڑھ جاتا تھا، بڑھاپا تھا، عمر بھی بہت زیادہ ہو چکی تھی تو امی ایک محلے دار عورت کا نام لیتی تھیں کہ اتنے دن ہوگئے اس کے حال کا پتہ نہیں چلا، اب پتہ نہیں کس حال میں ہیں مجھ سے پوچھتی تھیں کہ تمہیں کبھی ملی تو میں نے کہا نہیں کبھی نہیں ملی اچانک میں ایک دن آرہی تھی اس راستے میں تو مجھے وہ عورت مل گئی تو میں نے اس سے کہا کہ میری والدہ تو تمہیں یاد کرتی ہیں اس نے کہا کہ جی

ہمارا کرایہ کا مکان تھا میں نے بدل لیا اب میں فلاں جگہ پر ہوں میں نے گھر آکر امی کو بتایا کہ امی وہ مجھے مل گئی تھی اگر آپ مجھے بتائیں کچھ اس کو دینا ہے یا کرنا ہے تو بتادیں امی نے کہا نہیں بس میں اس کو ملنا چاہتی ہوں پھر دوسرے دن امی کہنے لگیں کہ مجھے اس کی طرف لے جاؤ اب بتائیں اس بڑھاپے میں اس بیماری میں بیٹی اپنی والدہ کو سہارا دیتی ہیں اور والدہ چلتی ہیں اور راستے میں تین جگہ بیٹھنا بھی پڑا، کمزوری، بیماری اور تھکاوٹ کی وجہ سے، اس مشقت کے ساتھ امی وہاں پہونچیں، اس سے حال پوچھا اور ایک منٹ کے اندر امی نے کس طرح اس کو پیسے دیئے یہ مجھے پتہ نہیں چلا مگر میں یہ سمجھی کہ امی نے صرف حال پوچھا اور واپس آگئیں۔ جب والدہ کی وفات ہوئی تو وہ عورت مجھے ملنے کے لئے آئیں اور کہنے لگی تمہاری امی جو مجھے ملنے آئی تھیں انہوں نے مجھے چپکے سے کچھ پیسے پکڑا دیئے تھے، اپنی بیٹی تھی، اس کو پیسے دیکر بھیج سکتی تھیں ،مگر انہوں نے یہ سنا ہوا تھا کہ جو نیکی خفیہ رکھی جاتی ہے اس عمل کا اجر ہی کچھ اور ہوتا ہے، تو یہ چیزیں ماں باپ سے بچے سیکھتے ہیں، آپ بھی اگر اپنے بچے کی تربیت کرنا چاہتی ہیں، تو بچے کے سامنے پریکٹیکلی یہ کام کریں، ایسے طریقے سے کریں کہ یہ بچے کی permanent memory (مستقل یادداشت) کا حصہ بن جائیں، پھر یہ بچہ بڑا ہوکر امام غزالیؒ کا جانشین بنے گا، امام رازی کا جانشین بنے گا، رومی اور جامی کے اثرات اس کی شخصیت میں نظر آئیں گے اللہ تعالی ہمیں بچوں کو اچھی تعلیم، اچھی تربیت دینی کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

❁❁❁

محترم قارئین !

صفحہ ۳۷ تا صفحہ ۵۴ پر ریحانۃ العصر **حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی** دامت برکاتہم کا جو بیان بعنوان ''بچوں کی پرورش'' سے شائع کیا گیا ہے، یہ بیان حضرت والا دامت برکاتہم کی ہی آواز میں CD میں بھی دستیاب ہے۔ ''CD-30'' خصوصی طور سے بچوں کی ہر پہلو سے نشونماء کے سلسلے کے بیانات کی مستقل سریز پر ہی مشتمل ہے۔ آپ اِسے نعمانی اکیڈمی سے حاصل کرسکتے ہیں یا آرڈر دیکر گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔

ملنے کے پتے:

خانقاہ نعمانیہ: ممداپور، نیرل (ماتھے ران والا) تعلقہ کرجت، ضلع رائے گڑھ۔ (دستی حاصل کرنے کے لئے)

نعمانی اکیڈمی، ۳۱/۱۱۴، نظیر آباد، لکھنؤ، 226018۔ فون 0522-4079758_9369026355

E-mail: nomani_sajjadbilal@yahoo.com